



فہرست

انٹرنیٹ

۱. فن کی دنیا میں وحید مراد کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا.....

صحت

۴. جلد کی حفاظت اور گھریلو نسخے.....

مشہور شخصیات

۶. جنید جشید دلوں میں زندہ رہے گا.....

معاشرہ اور ثقافت

۸. خواتین کا عالمی دن.....

۱۰. سوشل میڈیا کے دانشور.....

۱۱. عورت.....

۱۲. کاروباری راز.....

فن کی دنیا میں وحید مراد کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا

مصنف: یوسف

پاکستان کے مقبول ترین فلمی ہیرو، لولی ووڈ کے پہلے ہر اسٹار عظیم اداکار وحید مراد (مرحوم) کا نام فلمی دنیا سے دلچسپی رکھنے والے کسی بھی فرد کے لیے تعارف کا محتاج نہیں ہے، لولی ووڈ فلم انڈسٹری کی تاریخ وحید مراد کے تذکرے کے بغیر لاہوری ہی سمجھی جائے گی۔ وحید مراد کے فن و شخصیت پر ان کی زندگی میں بھی بہت کچھ لکھا گیا اور مرنے کے بعد بھی ان کے بارے میں اتنا کچھ لکھا گیا اور شائع کیا گیا کہ کم از کم پاکستان میں ایسی کوئی دوسری مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ بعد از مرگ مقبولیت کا جو منفرد ریکارڈ وحید مراد نے قائم کیا اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اچھا اور سچا فنکار کبھی نہیں مرتا، اس کا کام اس کے نام کو ہمیشہ زندہ رکھتا ہے۔



وحید مراد سے جو محبت و عقیدت ان کے مداحوں کو تھی اور ہے اس کی نظیر دو حاضر میں ملنا ناممکن ہے۔ وحید مراد کے مداحوں نے وحید مراد سے اپنی بے لوث اور بچی محبت کی جو روشن مثال قائم کی ہے اسے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور یہ حقیقت ہے کہ وحید مراد کے نام کو ان کے شاندار کام، منفرد اسٹائل اور ان کے مداحوں کی چاہت نے زندہ رکھا ہے۔ ورنہ پاکستان کی فلم انڈسٹری میں کتنے ہی بڑے فنکار آئے اور کامیاب بھی ہوئے لیکن وہ شہرت کی اس معراج کو نہیں چھو سکے جو وحید مراد کو ملی۔ سنٹوش کمار، دہریہ، سلطان راہی، محمد علی، اقبال حسن، منور ظریف، اسلم پرویز، رنگیلا، انصاور علی اعجاز جیسے کتنے ہی فنکاروں نے مقبولیت اور کامیابی حاصل کی لیکن انہیں انتقال

کر جانے کے کچھ ہی عرصہ بعد بھلا دیا گیا جبکہ وحید مراد کا انتقال 23 نومبر 1983 کو ہوا تھا اور اب جبکہ ملک بھر میں 23 نومبر کو ان کی 33 ویں برسی منائی جا رہی ہے لیکن اس طویل عرصہ میں وحید مراد ہی وہ واحد پاکستانی اداکار ہیں جن کے مداح ان کی برسی کا دن ہر سال مناتے ہیں اور اس موقع پر ان کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام کر کے ایٹل قباب کے لیے دعا کی جاتی ہے۔

پاکستان کے ماہر نواز اداکار وحید مراد (مرحوم) کے انتقال کو 33 سال ہو چکے ہیں لیکن انہیں آج بھی اس طرح یاد کیا جاتا ہے کہ جیسے وہ زندہ ہوں۔ ان کی شہرت اور مقبولیت میں وقت گزرنے کے ساتھ کسی کمی نہیں آئی بلکہ بعد از مرگ جو مقبولیت اور چاہت وحید مراد کو ملی، شاید ہی ایسی مقبولیت کسی اور فنکار کو نصیب ہوئی ہو کم از کم لولی ووڈ کا کوئی بھی فنکار اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ وحید مراد سے زیادہ مقبول ہے، وحید مراد کو نہ صرف پاکستان کا پہلا ہر اسٹار ہونے کا اعزاز حاصل ہے بلکہ وہ تقریباً تمام پاکستانی فنکاروں کے بھی پسندیدہ فنکار ہیں۔

وحید مراد، 2 اکتوبر 1938 بروز بدھ کراچی میں نامور فلسفاز اوارے ”فلم آرٹس“ کے روح رواں فلم پروڈیوسر اور ڈسٹری بیوٹر ڈاکٹر مراد کے گھر پیدا ہوئے، وہ اپنے والدین کی اگلی اولاد تھے اس لیے بچپن سے ہی بہت لاڈلے تھے۔ ان کے گھرانے کا شمار پاکستان کے بہت امیر اور باعزت خاندانوں میں ہوتا تھا ان کی والدہ شیریں مراد اور والد ڈاکٹر مراد دونوں ہی وحید مراد سے بہت زیادہ پیار کیا کرتے تھے۔ وحید مراد نے ابتدائی تعلیم کراچی میں صدر کے علاقے میں واقع مشہور اسکول ”میری کلاس“ میں حاصل کی اور یہیں سے انہوں نے 1952 میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اس کے بعد انہوں نے ایس ایم سائنس کالج سے بی اے کیا اور پھر 1968 میں جامعہ کراچی سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ وحید مراد کی شادی ایک اعلیٰ خاندان کی لڑکی سکلی بیگم سے 17 ستمبر 1964 بروز جمعرات وحید مراد کی طابق روڈ کراچی میں واقع کوٹھی پر ہوئی اس تقریب کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ اس شادی میں اداکار ندیم نے گانے گائے، واضح رہے کہ اس زمانے میں ندیم اداکار نہیں بنے تھے بلکہ ایک گلوکار کے طور پر شوقیہ گانے گایا کرتے تھے۔ وحید مراد کے دو بچے ہیں ایک بیٹی عالیہ مراد جو 23 دسمبر 1969 کو پیدا ہوئی اور ایک بیٹا علال مراد جو 13 نومبر 1976 کو پیدا ہوا۔ وحید مراد کی بیٹی عالیہ مراد کی شادی 12 فروری 1987 کو چناب سید سجاد حسین شاہ کے ساتھ بخیر و خوبی انجام پائی۔ وحید مراد 1969 تک کراچی میں مقیم رہے لیکن جب پوری فلم انڈسٹری نے لاہور کو اپنا مرکز بنا لیا تو وحید مراد بھی اپنی فیملی کے ہمراہ لاہور شفٹ

ہو گئے لیکن انہوں نے کراچی میں بھی دو فلیٹ ”سدکو اپنیو“ نزد کراچی پریس کلب خرید رکھے تھے جہاں انہوں نے اپنی زندگی کے آخری دن گزارے۔

وحید مراد نے اپنے فلمی کیریئر میں کل 126 فلموں میں کام کیا جن میں زیادہ تر فلمیں اردو تھیں ان کے کریڈٹ پر پلانٹیم جوبلی، گولڈن جوبلی اور سلور جوبلی کی بے شمار فلمیں ہیں لیکن انہیں پنجابی فلموں میں بھی کافی پسند کیا گیا انہوں نے 9 پنجابی فلموں میں کام کیا اور ایک پنجابی فلم ”مستانہ ماہی“ خود بھی پروڈیوسر کی انہوں نے صرف ایک پشٹون فلم ”پختون پہ ولایت کن“ میں کام کیا جو درحقیقت وحید مراد اور آصف خان کی کامیاب اردو فلم ”کالا دھندلا گورے لوگ“ کا پشتو ورژن تھی۔ ان کی ایک فلم ”شبانہ“ نے ڈائمنڈ جوبلی منائی۔ وحید مراد کی ذاتی فلم ”ہیرو“ تکمیل کے آخری مراحل میں تھی کہ فلم ہیرو کا ہیرو اس دنیا سے چل بسا۔ وحید مراد کی بطور اداکار پہلی فلم ”اولاد“ 1962 میں ریلیز ہوئی جبکہ ان کی زندگی میں ریلیز ہونے والی آخری فلم ”ناگ میری بھر دو“ تھی جو 1983 میں ہی ریلیز ہوئی جبکہ دو فلمیں ”ہیرو“ اور فلم ”زلزلہ“ ان کے انتقال کے بعد ریلیز کی گئیں۔ فلم ہیرو 11 جنوری 1985 کو ریلیز ہوئی جبکہ فلم زلزلہ 3 مارچ 1987 کو ریلیز ہوئی جبکہ ان کی دو فلمیں مکمل ہونے کے باوجود آج تک ریلیز نہ ہو سکیں جن میں فلم ”ہم بھی تو بڑے ہیں راہوں میں“ اور فلم ”میرے جیون ساتھی“ شامل ہیں۔ وحید مراد نے اپنی 23 سالہ فلمی زندگی میں عمدہ کردار نگاری پر 32 ایوارڈز حاصل کیے جن میں 4 نگار ایوارڈز بھی شامل ہیں۔

وحید مراد کی بطور اداکار پہلی فلم ”اولاد“ 1962 میں ریلیز ہوئی جبکہ ان کی زندگی میں ریلیز ہونے والی آخری فلم ”ناگ میری بھر دو“ تھی جو 1983 میں ہی ریلیز ہوئی جبکہ دو فلمیں ”ہیرو“ اور فلم ”زلزلہ“ ان کے انتقال کے بعد ریلیز کی گئیں۔ فلم ہیرو 11 جنوری 1985 کو ریلیز ہوئی جبکہ فلم زلزلہ 3 مارچ 1987 کو ریلیز ہوئی جبکہ ان کی دو فلمیں مکمل ہونے کے باوجود آج تک ریلیز نہ ہو سکیں جن میں فلم ”ہم بھی تو بڑے ہیں راہوں میں“ اور فلم ”میرے جیون ساتھی“ شامل ہیں۔

وحید مراد کی بطور اداکار پہلی فلم ”اولاد“ تھی اور بطور ہیرو پہلی فلم ”ہیرو“ اور پھر، تھی جبکہ ان کی آخری ریلیز شدہ فلم ”زلزلہ“ تھی جو ان کے انتقال کے کئی سال بعد ریلیز ہوئی۔ انہوں نے اپنے انتقال سے قبل جن فلموں کی شوٹنگ میں حصہ لیا ان میں ان کی ذاتی فلم ”ہیرو“ کے علاوہ بھی کئی فلمیں شامل تھیں لیکن ان تمام زیر تکمیل فلموں میں سے صرف فلم ”ہیرو“ ہی ریلیز ہو سکی اس فلم میں وحید مراد کی کئی زیر تکمیل

اوصوری فلموں کے سین بھی ڈالے گئے کیونکہ جس وقت وحیدمراد کا انتقال ہوا فلم ”ہیرو“ کی فلمبندی مکمل نہیں ہوئی تھی اور ایک گانا اور کچھ سین باقی تھے جن کو فلمانے کا موقع وحیدمراد کو نہ مل سکا۔ فلم ہیرو بھی وحیدمراد کے انتقال کے کئی سال بعد ریلیز ہوئی اس فلم کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ اس فلم میں وحیدمراد کے بیٹے عادل مراد بھی چائیلڈ اسٹار کے طور پر ایک مختصر کردار ادا کرکے اداکاروں کی فہرست میں شامل ہو گئے۔

وحیدمراد کی بطور فلمساز اور اداکار نمایاں فنی کارکردگی، منفرد اسٹائل، سوگند پیکچرائزیشن اور بے مثال مقبولیت کی وجہ سے ان کو بہت پہلے ہی پرائیڈ آف پرفارمنس مل جانا چاہیے تھا لیکن ان کے انتقال کو ایک طویل عرصہ گزر جانے کے بعد سابق صدر پاکستان آصف علی زرداری نے 2010 میں وحیدمراد کو بعد از مرگ ”تمغہ امتیاز“ کا اعزاز عطا فرما کر وحیدمراد کے لاکھوں مداحوں کا دیرینہ مطالبہ پورا کر کے ان کے دل جیت لیئے۔ یہ ایوارڈ ایک پر وقار تقریب میں وحیدمراد مرحوم کی بیوہ سلسی مراد نے اس وقت کے صدر پاکستان سے وصول کیا۔ واضح رہے کہ صدر پاکستان کی کرسی پر فائز رہنے والے آصف علی زرداری ماضی میں ایک فلم ”ساگرہ“ میں وحیدمراد کے بچپن کا کردار بھی ادا کر چکے ہیں۔

پاکستان کے پہلے سپر اسٹار وحیدمراد کا شمار فلم انڈسٹری کے سب سے زیادہ پڑھے لکھے اداکاروں میں ہوتا تھا، انہوں نے پاکستانی فلموں میں اپنے کیریئر کا آغاز ایک فلمساز کے طور پر 1960 میں کیا اور بطور فلمساز 12 فلمیں پروڈیوس کیں جن میں سے 4 فلموں کی کہانیاں بھی انہوں نے خود تحریر کیں جبکہ اپنی ذاتی فلم ”مشادہ“ کی ہدایتکاری بھی کی اور اسی فلم میں ایک گانا بھی بطور گلوکار انہوں نے گایا، بطور فلمساز ان کی پہلی فلم ”انسان بدلتا ہے“ تھی جس کے بعد انہوں نے فلم پروڈیوسر کی حیثیت سے اپنی دوسری فلم ”جب سے دیکھا ہے تمہیں“ بنائی اس کے علاوہ وحیدمراد نے بطور فلمساز ایک پنجابی فلم ”مستانہ مائی“ بھی پروڈیوس کی جس کے ہیرو بھی یہ خود ہی تھے۔ گنڈاسہ کلچر پر مبنی فلموں کے دور میں انہوں نے ایک صاف ستھری رومانی پنجابی فلم ”مستانہ مائی“ بنا کر فلموں کا ٹرینڈ بدلان کی پہلی ہی پنجابی فلم نے سپر ہٹ کامیابی حاصل کر کے ان کو اردو فلموں کے ساتھ ساتھ پنجابی فلموں کا بھی کامیاب اداکار بنا دیا جس کے بعد ان کو متعدد پنجابی فلموں میں کاسٹ کیا گیا۔ فلمساز کی حیثیت سے اپنی بنائی ہوئی ابتدائی دونوں فلموں ”فلم جب سے دیکھا ہے تمہیں اور فلم انسان بدلتا ہے“ میں یہ خود ہیرو نہیں آئے بلکہ انہوں نے اپنی ان دونوں فلموں میں اداکار درپن کو ہیرو و لیا تھا وہ صرف ان فلموں کے پروڈیوسر تھے

لیکن بطور فلمساز ان دونوں فلموں کی تکمیل کے دوران انہیں اداکار درپن نے بہت زیادہ پریشان کیا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے فلمساز کی حیثیت سے جب اپنی تیسری فلم ”ہیرا اور پتھر“ شروع کی تو اس فلم کے لیئے انہوں نے کسی دوسرے ہیرو کو کاسٹ کرنے کے لیئے سوچنا شروع کیا اسی دوران ان کے قریبی دوستوں نے ان کو مشورہ دیا کہ چونکہ وہ خود بھی اسٹارٹ اور خوبصورت ہیں لہذا وہ اس فلم میں خود ہی ہیرو کا کردار ادا کریں۔ یہ بات وحیدمراد کے دل کو بھائی اور بطور فلمساز انہوں نے اپنی تیسری فلم ”ہیرا اور پتھر“ میں ہیرو کا کردار ادا کرنے کا فیصلہ کیا اور اس فلم میں نہ صرف وہ خود ہیرو آئے بلکہ اپنے دوستوں کو بھی اس فلم کے ذریعے فلمی دنیا میں متعارف کروایا جن میں ہدایتکار پرویز ملک، موسیقار سبیل انانا، نغمہ نگار مسرور انور، تدوین کار اہم عقیل خان اور کئی فٹے فنکار شامل تھے، فلم ”ہیرا اور پتھر“ کی شاندار کامیابی نے نہ صرف وحیدمراد کو فلمی دنیا ڈالا بلکہ فلم انڈسٹری کو کئی ایسے نامور فنکار دیے جنہوں نے آگے جا کر بڑا نام اور مقام پیدا کیا۔ 1961 میں وحیدمراد کو ہدایتکاریس اہم ایوسف نے اپنی فلم ”اولاد“ میں ایک اہم رول میں پہلی بار کاسٹ کیا اور یوں بطور اداکار وحیدمراد کی پہلی فلم ”اولاد“، اگست 1962 میں ریلیز ہوئی اور 50 ہفتے چل کر گولڈن جوبلی کرنے کا اعزاز حاصل کیا لیکن وحیدمراد کو اصل شہرت اور کامیابی اپنی ذاتی فلم ”ہیرا اور پتھر“ سے ملی جس میں انہوں نے پہلی بار بطور ہیرو کام کیا اور بہت پسند کیئے گئے، یہ فلم 4 دسمبر 1964 میں ریلیز ہو کر شاندار کامیابی سے ہمکنار ہوئی اس فلم میں وحیدمراد کی ہیروئن اداکارہ زیبا تھیں، اس فلم کی کامیابی سے لونی ووڈ کو ایک ایسا اسٹارش رومانی ہیرو مل گیا جس نے آگے چل کر پاکستان فلم انڈسٹری کا نام دنیا بھر میں مشہور کیا۔ وحیدمراد کو پاکستان کی پہلی پلانٹیم جوبلی فلم ”ارمان“ کا مصنف، فلمساز اور ہیرو ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے یہ فلم 1965 میں ریلیز ہوئی اس فلم میں بھی وحیدمراد کی ہیروئن اداکارہ زیبا تھیں۔ فلم ہیرا اور پتھر کے بعد فلم ارمان کی فقیہا اشال کامیابی سے وحیدمراد اور زیبا کی فلمی جوڑی راتوں رات سپر ہٹ ہو گئی اور ان دونوں کا نام ہی فلموں کی کامیابی کی ضمانت بن گیا اور ان دونوں کو متعدد فلموں میں ایک ساتھ کاسٹ کیا گیا جن میں سے تقریباً تمام ہی فلمیں کامیابی سے ہمکنار ہوئیں جبکہ انہوں نے متعدد فلموں میں اداکارہ روزینہ، اداکارہ دیا اور اداکارہ نشو کے ہمراہ ہیرو کا کردار ادا کرکے کامیابی بھی حاصل کی لیکن وہ چاہتے تھے کہ کسی ایسی اداکارہ کے ساتھ اپنی جوڑی بنائیں جو زیبا کا اہم الہل ثابت ہو سکے چنانچہ انہوں نے بنگہ دیش (سابقہ مشرقی پاکستان) کی فلموں میں کام کرنے والی ایک اداکارہ شبنم کو مغربی پاکستان بلا کر اپنی ذاتی فلم ”سمندر“ میں اپنے ساتھ بطور ہیروئن کاسٹ کیا اور ان کا یہ تجربہ بہت کامیاب ثابت ہوا فلم سمندر نے بھی سپر ہٹ کامیابی حاصل کی اور یوں ان کی جوڑی

اداکارہ شبنم کے ساتھ بھی ہٹ ہو گئی جس کے نتیجے میں ان دونوں کی متعدد فلموں نے سپر ہٹ کامیابی حاصل کی جن میں خاص طور پر فلم عندلیب، ہندگی، نصیب اپنا اپنا اور لاڈلا جیسی فلمیں شامل ہیں جن کو آج بھی شوق سے دیکھا جاتا ہے۔ بہت سے لوگوں کو وحیدمراد نے اگلی پکڑ کر چلنا سکھایا تھا، شبنم کو مغربی پاکستان میں وحیدمراد نے ہی انٹرویو یوس کروایا پرویز ملک، سبیل رعنا اور مسرور انور کو فلمی دنیا میں متعارف کروانے اور بام عروج پر پہنچانے والا وحیدمراد اپنے ہی دوستوں کی بے رخی اور احسان فراموشی کا شکار ہوا تو وہ یہ غم برداشت نہ کر سکا اور چونکہ وہ ایک حساس دل رکھتا تھا اس لیئے وہ بہت زیادہ دلبرداشتہ ہو گیا جس کا اثر ان کی صحت پر بھی پڑا اور اسی دوران وحیدمراد کے والد ثار مراد کا بھی انتقال ہو گیا، وحیدمراد اپنے والد سے بہت پیار کرتے تھے وہ اس صدمے کو برداشت نہ کر پائے اور شدید ڈپریشن کا شکار ہو گئے جس کی وجہ سے وہ دن بدن کمزور ہوتے چلے گئے اور آخری دنوں میں اسی ڈپریشن کی وجہ سے ان کے کئی ایکٹیشن بھی ہوئے جن میں ان کے چہرے پر بھی زخم آئے جن کے علاج اور سرجری کے لیئے وہ کراچی آئے ہوئے تھے جہاں ان کے ساتھ صرف ان کا بیٹا عادل مراد موجود تھا جس کی عمر اس وقت صرف 13 سال تھی۔ وحیدمراد کی وائف سلسی مراد اور ان کی بیٹی عالیہ مراد ان دنوں ہوسٹن امریکہ میں مقیم تھیں۔

اپنے انتقال سے چند روز قبل وہ کراچی میں پریس کلب کے قریب ”سدکو ایویو“ میں واقع اپنے ذاتی قلیت سے اپنی منہ بولی بہن بیگم ممتاز ایوب کے گھر منتقل ہوئے تھے، انہوں نے انتقال سے 10 دن قبل اپنے بیٹے عادل مراد کی سالگرہ بھی بنائی تھی جس کے بعد وہ اپنے چہرے پر گئے ہوئے زخموں کی پلاسٹک سرجری کے لیئے سرجن سے ناٹم لے چکے تھے کہ 23 نومبر 1983 کو وہ کراچی میں اپنی منہ بولی بہن بیگم ممتاز ایوب کی رہائش گاہ پر اچانک انتقال کر گئے اور ان کی وفات کے ساتھ ہی فلمی دنیا کے ایک سنہری دور کا خاتمہ ہو گیا، ان کے انتقال سے دو ہفتے قبل کراچی میں راقم الحروف نے ان سے ”سدکو ایویو“ نزد کراچی پریس کلب میں واقع ان کے قلیت میں ان سے ملاقات کی تھی جس کے دوران ان کا پرانا ملازم سکندر بھی موجود تھا اس یادگار ملاقات میں وحیدمراد صاحب کو میں نے اپنے مضامین اور ان کی تصاویر پر مشتمل ایک اہم بھی پیش کی جسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے لیکن مجھے یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا کہ وہ وحیدمراد جس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیئے لوگ بے قرار رہتے تھے اور جس کی خوبصورتی اور اسراریتس کے چرچے گھر گھر ہوا کرتے تھے اس ملاقات میں وہ کسی شاندار عمارت کا کھنڈر دکھائی دے رہا تھا، ڈپریشن اور مایوسی نے وحیدمراد کی خود اتکلاوی اور قابل رنگ جوائی کو دیمک کی طرح کھا لیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی مایوسی اور ڈپریشن لاکھوں فلم بینوں کے پسندیدہ فنکار

وحیدمراد کی موت کی وجہ بتلے۔



وحیدمراد پاکستانی فلموں کے پہلے ڈانٹک ہیرو اور پہلے سپر اسٹار تھے ان کے بہتر اسٹائل، چال ڈھال، لباس، لب و لہجے، اداکاری اور خاص طر پر گانوں کی فلمبندی کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی جس کی وجہ سے ان کے اسٹائل کو نہ صرف پاکستان بلکہ بھارت میں بھی عام لوگوں اور فلمی دنیا کے نامور سپر اسٹارز نے کاپی کیا۔ وحیدمراد پاکستان کے وہ واحد فنکار تھے جن کے مداحوں نے سب سے پہلے ان سے منسوب ایک فین کلب ”آل پاکستان وحیدی کلب“ قائم کیا کسی بھی فنکار کے مداحوں کی جانب سے بنایا گیا یہ پاکستان کا پہلا فین کلب تھا اس سے قبل پاکستان میں ایسی کوئی روایت نہیں تھی، آل پاکستان وحیدی کلب کے علاوہ ان کے مداحوں نے آل پاکستان پرنس وحیدی کلب اور آل پاکستان وحیدمراد آرٹ سرکل جیسی فعال ثقافتی تنظیمیں قائم کیں جنہوں نے وحیدمراد کے نام اور کام کو زندہ رکھنے کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔ وحیدمراد وہ پہلے پاکستانی اداکار تھے جن کے نام پر سب سے پہلے کسی روڈ کا نام رکھا گیا، کراچی میں سابقہ مارشمن روڈ کا نام بدل کر باقاعدہ سرکاری طور پر ”وحیدمراد روڈ“ رکھا گیا۔ وحیدمراد وہ واحد پاکستانی اداکار ہیں جنہوں نے اپنے زمانے کی تقریباً تمام ہیروئنز کے ساتھ کام کیا بلکہ وحیدمراد کو یہ منفرد اعزاز بھی حاصل ہے کہ ان کے ساتھ فلموں میں ہیروئن آنے والی اداکارہ شمیم آراء، نغمہ اور بہار نے بعد میں کئی فلموں میں وحیدمراد کی ماں کا کردار بھی ادا کیا۔ اداکارہ شمیم آراء نے فلم ”وقت“ اور فلم ”جیواور جینے دو“ میں اور اداکارہ نغمہ نے فلم ”آواز“ میں وحیدمراد کی ماں کے کردار ادا کیئے۔ وحیدمراد پاکستان کا وہ واحد فلمی ہیرو تھا جس نے کبھی تنگ نو اولڈ کردار ادا نہیں کیا وہ کسی فلم میں کسی کا باپ نہیں بنا وہ فلموں میں ہیرو بن کر آیا تھا اور ایک ہیرو کے طور پر ہی اس فانی دنیا سے رخصت ہو گیا بلکہ اس کے ساتھ کام کرنے والے اداکار محمد علی اور ندیم کئی فلموں میں وحیدمراد کے

بھائی اور باپ بن کر آئے جن میں خاص طور پر فلم ”آواز“ جس میں اداکار محمد علی نے وحیدمراد کے باپ کا کردار ادا کیا اور فلم ”جیواور جینے دو“ جس میں اداکار ندیم نے وحیدمراد کے باپ کا کردار ادا کیا جبکہ محمد علی نے بہت سی فلموں میں وحیدمراد کے بڑے بھائی کا کردار ادا کیا۔ وحیدمراد نے یوں تو بہت سے مرد فنکاروں اور فلمی ہیروئنیز کے ساتھ کام کیا لیکن ان کو سب سے زیادہ اداکار محمد علی اور اداکارہ رانی کے ساتھ پسند کیا گیا اور ان دونوں فنکاروں کے ساتھ ریلیز ہونے والی وحیدمراد کی اکثر فلمیں کامیابی سے ہمکنار ہوئیں۔ جس دور میں وحیدمراد فلموں میں کام کیا کرتے تھے اس دور میں کسی بھی نئی اداکارہ کو فلموں میں انٹرو ڈیوس کروانا ہوتا تو فلسفہ اور ہڈا پٹکار ہمیشہ اس اداکارہ کو سب سے پہلے وحیدمراد کے ساتھ ہی ہیروئن کے طور پر کاسٹ کیا کرتے تھے جیسے اداکارہ انجمن کو فلم ”وعدے کی زنجیر“ میں وحیدمراد کی ہیروئن بنا کر متعارف کروایا گیا اور اسی طرح اداکارہ روجی بانو کو فلم ”مظہیر“ میں وحیدمراد کی ہیروئن بنا کر انٹروڈیوس کروایا گیا، غیر ملکی اداکارہ شبنم سنگھ کو فلم ”کالا دھندہ گورے لوگ“ میں وحیدمراد کی ہیروئن کے کردار میں فلم جینوں سے متعارف کروایا گیا۔ اداکارہ سائرہ کو فلم ”پھول میرے گلشن کا“ میں وحیدمراد کی ہیروئن بنا کر متعارف کروایا گیا، اداکارہ نلیم کو فلم ”بندھن“ میں وحیدمراد کی ہیروئن بنا کر منظر عام پر لایا گیا غرض یہ کہ اس طرح کی کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں کہ جب بھی کسی اداکارہ کو لوی ووڈ میں پہلی بار چانس دیا گیا تو اس کے مد مقابل ہیرو کے کردار کے لیے ہمیشہ وحیدمراد کو ہی چنا گیا۔ وحیدمراد نے تمام فلموں میں بطور ہیرو ہی کام کیا لیکن صرف ایک فلم ”دیشیے کا گھر“ میں انہوں نے اداکار شاہد کے مد مقابل ”دلن“ کا کردار ادا کیا۔ وحیدمراد کے آخری دور کی فلم ”آہٹ“ وہ واحد فلم ہے جس میں وحیدمراد پر کوئی گانا پچھراؤ نہیں کیا گیا جبکہ ان کی آخری فلم ”ہیرو“ وہ واحد فلم ہے جس میں وحیدمراد نے اپنے ایک کردار کو نبھانے کے لیے اپنے مشہور زمانہ بہتر اسٹائل کو تبدیل کر کے بال ماتھے سے اوپر کر کے بنائے۔

وحیدمراد کو ان کے خاندان میں پیار سے سب ”دیدو“ کہہ کر بلاتے تھے۔ وحیدمراد چٹ پٹے مصالحہ دار کھانے بہت شوق سے کھاتے تھے خاص طور پر جھینگا، مچھلی اور تھاری ان کے پسندیدہ کھانے تھے جبکہ لہسن کی چٹنی ان کے دسترخوان کا لازمی حصہ ہوا کرتی تھی۔ وحیدمراد بہت صاف گو اور نفیس انسان تھے جو ان سے ایک بار مل لیتا وہ ان کا گرویدہ ہو جاتا کرتا تھا۔ وحیدمراد کی بیٹی عالیہ مراد اور بیٹا علول مراد دونوں ہی نے شوہر کی دنیا میں قدم رکھا لیکن عالیہ مراد لیڈیز کیڑے بنانے والی ایک کمپنی کے اشتہار میں اداکارہ اہتا ایوب کے ہمراہ ماڈلنگ کرنے کے کچھ ہی عرصہ بعد شادی کر کے شوہر کی دنیا سے دور

چلی گئیں جبکہ علول مراد نے شوہر کی فیلڈ میں خاصی کامیابی حاصل کی اور اپنی صلاحیتوں کی وجہ سے اپنے آپ کو منوایا، وہ مقامی ٹی وی چینل کے ایک مقبول پروگرام ”چچ کا سامنا“ کے ہوسٹ بھی بنے اور ان کے اس پروگرام نے پسندیدگی کی سند حاصل کی۔ کل کا چائیلڈ اسٹار علول مراد آج ایک کامیاب اداکار اور پروڈیوسر بن چکا ہے جس کی بنائی ہوئی ٹیلی فلمیں اور ٹی وی ڈرامے ناظرین میں مقبولیت حاصل کر رہے ہیں، پروڈکشن اور ڈائریکشن کے ساتھ بعض ٹیلی فلموں اور ڈراموں میں علول مراد نے عمدہ اداکاری کر کے اپنے مداحوں کا ایک حلقہ بنایا ہے اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کے مقبول ترین فلمی ہیرو وحیدمراد کا شروع کیا ہوا سفر ابھی ختم نہیں ہوا ہے کہ علول مراد کی شکل میں ایک صلاحیت پروڈیوسر، ہدایتکار، ہوسٹ، اور اداکار لوی ووڈ فلم انڈسٹری اور ٹی وی چینلز پر اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر کامیابی کے سفر پر گلزن ہے۔

وحیدمراد کا شاندار کام ان کے نام کو فن کی دنیا میں ہمیشہ زندہ رکھے گا کہ وحید مراد جیسے منفرد اسٹائلش اور صلاحیت اداکار صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں اور صدیوں تک یاد رکھے جاتے ہیں جب تک فن، فنکار اور فنکاروں کے قدردان موجود ہیں وحیدمراد کا نام فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ ان جیسا فنکار نہ ان کے زمانے میں کوئی تھا نہ آج ہے اور نہ ہی آنے والے کل میں پیدا ہوگا جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ان کے انتقال کر جانے کے 33 برس بعد بھی کوئی دوسرا پاکستانی فنکار ان جیسی بے مثال اور ریکارڈ ساز مقبولیت حاصل نہیں کر سکا، بہت سے فنکاروں نے وحیدمراد کے اسٹائل کو کاپی کیا لیکن کوئی بھی وحیدمراد کی جگہ لینے میں کامیاب نہ ہو سکا کہ بعض لوگوں کے چلے جانے سے جو خلا پیدا ہوتا ہے وہ کبھی پورا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ وحیدمراد مرحوم کی مغفرت فرماتے ہوئے ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے (آمین)

کوشش کریں کہ ان پر زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔ اپنے شیپو اور تیل ہر دو ماہ بعد اپنے پاؤں اور جلد کے مطابق تبدیل کریں۔ نیز فال زیادہ ہو تو شیپو کا استعمال نہ کریں بہت سی جڑی بوٹیاں اسکا نعم البدل بھی ہو سکتی ہیں۔ جیسے املہ ریشا سیکا کاٹی، بال جھڑ کا استعمال کر سکتے ہیں۔ نہار منہ شہد کا استعمال کریں مچھلی کا استعمال زیادہ سے زیادہ رکھیں۔ اسکے علاوہ آپ تیل میں انڈے میں شہد اور لیمن جوس ملا کر بھی پاؤں میں ہفتے میں ایک دن لگا کر مساج کریں اور تین سے چار گھنٹوں کے بعد سر کو اچھی طرح دھو لیں تو اس سے بھی کافی فرق پڑے گا اگر بال تیزی سے گر رہے ہیں تو رات کو کچھ مٹی کے دانے پانی میں بھگو کر رکھ دیں۔ اور صبح سر میں تین سے چار گھنٹے لگا کر سر کو کور کر دیں۔ پھر سر کو دھو کر جڑوں میں ہلکا سا آئل لگائیں۔ یا نیم گرم پانی میں لیمن ملا کر ہلکا سا مساج کر لیں۔ بال گرنا رک جائیں گے اور چمکدار بھی ہوں گے۔ اگر بیبی عمل کبری کے دودھ کے ساتھ دہرایا جائے تو ایک سے ڈیڑھ ماہ میں ہی نتائج سامنے آجائیں گے اور بال پہلے سے اچھا اور گھٹنا نکلے گا یہ عمل ہفتے میں دو دفعہ لازمی کرنا ہے۔

بڑھتے ہوئے وزن سے پریشانی

اگر آپ بڑھتے ہوئے وزن سے پریشان ہیں تو اسکا ایک آسان ساحل بھی موجود ہے دو سو پچاس گرام شہد لیں۔ ایک سو اسی ملی لیٹر سفید سرکہ اور دو سو پچاس گرام بادیک کنا لہسن کے ساتھ اچھی طرح مکس کر کے کسی ایئر ٹائٹ بوتل میں بھر کر فریج میں رکھ دیں۔ اور روز نہار منہ ناشتے سے پہلے دو چمچے استعمال کریں۔



سوچے ہوئے پاؤں

اگر آپ کے پاؤں ٹیٹھے ٹیٹھے سوچ جاتے ہیں۔ تو روزانہ رات کو ایک پلاسٹک کے ٹب میں پانی کے اندر ایک چمچہ زیتون کا تیل ملا کر کچھ وقت کے لیے پاؤں پانی میں ڈبو کر رکھیں۔ جلد ہی تکلیف میں آرام ہوگا۔

بیروں کی صفائی اور خوبصورتی کے لیے

ایک سفید شامچہ چھیل کر ابال لیمن اور پھر کچل کر پانی میں ملا دیں اور شیپو اور تھوڑی ہلدی شامل کر کے کچھ دیر بیروں کو نیم گرم پانی میں ڈبو کر رکھیں۔ اسکے بعد پیڑی کیور کٹ اگر ہو تو ورنہ کسی نرم برش کی مدد سے انگلیوں اور ناخنوں کی اچھی طرح صفائی کریں۔ اور خشک کر لیں یہ عمل روز کریں۔ آپ پانی میں اورک کا پانی بھی ڈال سکتی ہیں۔ اسکے علاوہ دودھ میں ہلدی ملا کر اس سے بھی پاؤں اور ہاتھوں کا مساج کر سکتی ہیں۔

توانا بال اب آپ بھی بنائیں

بال حسن کی علامت ہیں۔ اگر ان میں گرنے جھڑنے یا سفید ہونے یا خشکی کا عمل شروع ہو جائے یا دو شاخہ نیز لکی کی پروفیلز ہیں جو بالوں کے ساتھ ہو جاتی ہیں۔ تو

جنید جشید دلوں میں زندہ رہے گا

مصنف: یوسف

دنیا میں انسان کا ٹھکانہ عارضی ہے دنیا میں موجود ہر ایک چیز کا وجود عارضی ہے اور وہ فانی ہے اور موت اہل ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی ہے موت نے ایک نہ ایک ہمیں گلے لگا نا ہے اور ہم پھر اس جہاں فانی سے کوچ کر جاتا ہے موت کے بعد کوئی لوٹ کر واپس نہیں آتا ہے اور جب موت کا وقت آتا ہے تو ایک پل کی مہلت نہیں دیتا اور فرشتہ پل میں روح قبض کر پروز کر جاتا ہے اس دنیا میں ہمیں اپنے آنے والے پل کی بھی خبر نہیں کہ کس پل موت گلے لگاتی ہے انسان اس عارضی مکاں کو سب کچھ تصور کر لیتا ہے انسان کو بھلا کو ان سمجھنے کہ کسی سواری کا مسافر منزل کو لوٹ جاتا ہے ناکہ اس سواری کو اپنی منزل تصور کر لیتا ہے جب انسان اس دنیا کو اپنی راحت آسائش سمجھتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ وہ تو چند سانس اوجھلے کر آیا ہے اور دنیا بنانے کی سستی میں مست ہو کر بہت دور چلا جاتا ہے اسے پیچھے مڑ کر دیکھنا ایسا لگتا ہے کہ اس کی بربادی ہے اگر وہ اس دنیا کی بلندی شہرت دولت چھوڑے تو کیسے چھوڑ جس کے لئے اس نے اتنا طویل سفر طے کیا ہے اور وہ اپنی واپسی کا تصور بھی نہیں کر سکتا ہے اگر کچھ دیر کے لئے اپنی ذات کا جائزہ لیں یا معاشرے میں اپنے ارد گرد نظر دوڑیں تو ایسے افراد سے دنیا بھری پڑی ہے جنہوں نے اپنی منزل تو پا لی پر راستے کے چٹاؤ میں غلطی کر بیٹھے پر ایک بڑی فتح اور کامیابی کے بعد احساس ہو کہ غلط راستے پر چل کر آئے ہیں تو اس دولت عزت شہرت نے واپسی پر اٹھتے قدموں میں بیڑیاں ڈال دیں اور واپسی کی جانب اٹھتے قدموں کو تھمتے پر مجبور کر دیا پھر جو لوگ ان بیڑیوں کے آگے بے بس ہو جاتے ہیں تو وہ ساری حیاتی اس کو آئیں میں غرق رہتے ہیں پر کچھ ایسے بھی باہمت ہوتے ہیں جب وہ اس شہرت دولت والی منزل کے قریب ہوتے ہیں یا منزل پا چکے ہوتے ہیں تو ان کے ضمیر کو ملنے والی اللہ کی جانب ہدایت کو اس منزل سے منہ موڑنے پر مجبور کر دیتی ہے اور وہی ہدایت ان بیڑیوں کو توڑ کر اس راستے حق پر لے آتی ہے جس سے شاید وہ اب تک غافل تھا۔



جنید جشید بھی انہی انسانوں میں سے ایک تھے جو اس ہدایت کو منزل کی پہلی سیڑھی سمجھتے ہوئے اس خدا واحد لائبریک کی راہ پر میں نکل پڑا جس نے اپنی کئی سالوں کی محنت کے بعد حاصل ہونے والی منزل کو پل میں ٹھکرا کر اس حقیقی سفر میں راحت سزا باندھا جس پر چلنے کے لئے اللہ پاک اپنے پیادوں کو تازتا ہے اس بات سے ہم انکار نہیں سکتے کہ جنید جشید نے زندگی میں جو بھی کام کیا وہ انتہا تک کیا اور خوب محنت اور لگن سے کیا جس میں وہ پختہ ارادے سے ڈٹ کر اس کام کو سرانجام دیتے تھے اس نے موسیقی کے فن کا آغاز ہی دل سے کیا جس میں اس کے سر سے نکلا پہلا لفظ ہی دل پاکستان تھا جو ایک سچا حب الوطن ہی کر سکتا ہے جنید جشید 1964

کو جب کچھیں اکبر خان جندی کے گھر کر اپنی میں پیدا ہوا ہو گا تو اس وقت کوئی اندازہ بھی نہیں کر سکتا ہو گا کہ یہ بچہ ایک دن اتنا عظیم ہو جائے گا کہ اپنے آپ کو رہتی دنیا میں امر کر جائے گا جنید جشید کے والد اتر فورس میں ٹیکشن تھے تو فوج سے نسبت کی وجہ سے وہ اپنے بیٹے کو اتر فورس میں پاٹلٹ بنا نا چاہتے تھے اس مقصد کے لئے جنید جشید نے لاہور کی یو نیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی سے ٹیکنیکل انجینئر کی ڈگری حاصل کی اور بعد میں پاکستان اتر فورس میں سولین کزن کیشن کے طور پر ملازمت حاصل کی جب 1983 میں پہلی مرتبہ جنید جشید نے راک سکر کے طور پر یونیورسٹی میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا تو شرکاء نے بہت پسند کیا پھر دوستوں کے ساتھ مل کر ایک میوزیکل گروپ بنایا کچھ سالوں کی محنت رنگ لے آئی اور 14 اگست 1987ء کو پاکستان کے یوم آزادی کے دن وطن سے محبت کا اظہار ”دل پاکستان جان پاکستان“ جیسے سدا بہار ملی نغمے سے کیا وہ ملی نغمہ اتنا مشہور ہوا کہ اس وقت لے کر اب تک عوام میں مقبول ہے جو اب بھی دنیا کے بہترین قومی نغموں کی فہرست میں دوسرے نمبر پر ہے جنید جشید کا سلسل سائنس گروپ مسلسل کامیابیوں کی وجہ سے چھا یا رہا جنید جشید نے اپنی صلاحیتوں سے پاکستان میں پا گروپ میوزک کو بام عروج بخشا 1994ء میں جنید جشید نے اپنا پہلا سولو اہم نکالا جس نے آتی ہی پا کستان کے علاوہ پوری دنیا میں دھوم مچا دی یہ جنید جشید کی زندگی کا عروج تھا۔

پر جنید جشید اتنی شہرت پا نے کے بعد بھی اپنی زندگی سے مطمئن نہ تھے اور ہمیشہ اس چیز کو محسوس کرتے تھے کہ ان کی زندگی میں کسی چیز کی کمی ہے انہوں نے کچھ سال قبل ایک ٹی وی پروگرام میں بتایا تھا جب وہ گلوکاری کے فن میں عروج پر تھے وہ گھٹن محسوس کرتے تھے اور اپنی زندگی کو کسی کمی کی وجہ سے افسوس سمجھتے تھے شاید یہ گھٹن یہ غیر مطمئن ہونے کی کیفیت اور تڑپ وہ بد ایت تھی جو ان کے دل میں کسی سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ہلکی سی روشنی محسوس کی جاتی ہے ایسی ہلکی اور دھمی روشنی جو ایک اندھیرے کے اختتام اور روشنی کی ابتداء کے درمیان ہوتی ہے جس کو دیکھا تو نہیں جاتا سکتا پر محسوس کیا جاسکتا ہے کہ اب اندھیرا اپنے انجام کو پہنچ رہا ہے جنید جشید نے اس ہدایت کی اس دھمی روشنی کو اپنی شہرت اور بلندی کے اندھیرے میں ڈوبنے نہیں دیا بلکہ اس روشنی کی کھوج لگاتا شروع کر دی آخر اس ہلکی اور دھمی روشنی کی آمد کھر ہے ہے پر اس بات کا اندازہ جنید جشید کو بھی نہ ہو گا کہ اس ہلکی مدھم روشنی جس کے پیچھے وہ چل پڑا ہے اس کو ایک دن ایسے روشن دن میں لے آئے گی جس سے اس کی دنیا اور آخر سنور جائے گی۔

موانا طارق جمیل سے ہونے والی اتفاق ملاقات نے جنید جشید کی دنیا بدل دی پھر وہ اچانک مو

جنید جشید تمام طبقات میں مقبول تھے جس کی وجہ سے ان کا دینی علماء کے علاوہ لوکاروں کھلاڑیوں کی وی انکیروں صحافیوں سیاست دانوں سب میں میل جول بہت اچھا تھا جس طرف بھی جاتے سب میں گھول مل جاتے مذہبی اور لبرل طبقے میں ایک پل کا کردار ادا کرتے تھے جس سے وہ درس تبلیغ اس لبرل طبقے تک لے جاتے تھے جب 7 دسمبر کو ان کی اچانک فضا کی حادثے سب موت پر ہر آنکھ اشک بار تھی ہر دل غم زدہ تھا ہر چہرے پر ادا کی چھائی ہوئی تھی جس دن جنید جشید کی نماز جنازہ ہوا کی گئی اور وہ تدفین کی گئی تو اس دن جنید جشید کے جنازے کو دیکھ کر رشک آ رہا تھا اور ہر مسلمان کے دل میں ایسی ہی خواہش پیدا ہو رہی ہو گی یا اللہ ایسی دھوم دھام سے اس دنیا سے رخصتی تو اپنے پیارے بندوں کو عطاء کرتا ہے ہمیں بھی اپنے ان پیارے بندوں میں شامل فرما۔

پر بند چاراب بنتا ہے جب وہ اللہ کی راہ میں نکل پڑتا ہے پھر اس راہ میں دولت شہرت سب کو اس راہ میں ٹھکرا کر آگے بڑھتا چلتا ہے اور وہ بندہ خدا پھر انسانیت سے پیلا بھی کرتا اور غم خادوں کا غم بانٹتا ہے تب جا کر کہیں اس کو ایسی ہی دنیا سے رخصتی نصیب ہوتی ہے پھر مرنے کے بعد بھی وہ انسان دلوں میں زندہ رہتا ہے جسے آج جنید جشید دلوں میں زندہ ہے

§§§

خواتین کا عالمی دن

مصنف: یوسف



مارچ کی 8 تاریخ خواتین کے عالمی دن کے طور پر منائی جاتی ہے ایک طرف اللہ تعالیٰ نے جنت ماں کے قدموں میں رکھ دی ہے تو دوسری طرف آج بھی ہمارے معاشرے میں عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا ہے عورت کے حقوق پہ بحث کوئی نئی بات نہیں کئی صدیوں سے عورت اپنے حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد مسلسل میں ہے۔ وہی حقوق جن کی وائیگی آج سے 14 سو سال پہلے اسلام کر چکا۔ اسلام جس نے عورت کو عزت و مقام دیا۔ ورنہ اسلام کے آغاز سے پہلے عرب میں عورت کو زندہ گاڑ دیا جاتا تھا۔ لڑکی کی پیدائش ایک محسوس تھی۔ عورت کو فساد کی بڑ سمجھا جاتا تھا۔ ہندو معاشرہ جو آج بھی عورت کو مکمل حقوق دینے سے قاصر ہے۔ شوہر کے مرنے کے بعد عورت دوبارہ سے نازل زندگی گزارنے کا حق نہیں رکھتی۔ عورت کو ”سستی“ جیسی بے بنیاد اور غیر انسانی رسم کے مطابق زندگی گزارنا پڑتی ہے۔ مغربی معاشرے کی عورت جو کبھی Feminism کی قائل تھی اب اس معاشرتی آزادی سے تنگ آتی دکھائی دے رہی ہے۔ فرانس جیسے ترقی یافتہ ملک میں عورت کو ووٹ ڈالنے کی آزادی نہیں تھی کچھ سال قبل عورت کو ووٹ ڈالنے کا حق حاصل ہوا۔ عورت جو مغربی معاشرے میں مرد کے شانہ بشانہ معاشی ریس میں چلتی چلتی اب تھک چکی ہے۔ اس معاشرے میں جہاں عورت کو مرد کے برابر کام کرنا پڑتا ہے۔ جہاں زندگی کی ساری سہولیات کے حصول کے لیے انسان دن رات کام تو کرتا ہے مگر پیسے اور کام کی اس دوڑ میں کہیں رشتے اور خاندان بہت دور جا چکے ہیں۔ مشرقی معاشرہ جو ایک طرف تو غیرت کے نام پر بہن و بیوی اور بیٹی کا قتل جائز سمجھتا ہے۔ دوسری طرف اسی معاشرے میں کسی کی بھی بیوی، بہن اور بیٹی سڑک و بس سٹاپ اور گلی بازاروں میں چلتی پھرتی خود کو غیر محفوظ سمجھتی ہے۔ اس کم پڑھے لکھے اور غیر ترقی یافتہ معاشرے میں اگر کوئی لڑکی بس کے انتظار میں ”بس سٹاپ“ پہ کھڑی ہو تو ہر عمر کا مرد اُسے لفٹ دینے کیلئے تیار کھڑا ہوتا ہے۔ ایسا معاشرہ جہاں کسی مرد کو اپنی غیرت اور عزت تو محفوظ چاہیے مگر کسی دوسرے کی عزت انہی سڑکوں پہ زسوا کی جاتی ہے۔ آج اکیسویں صدی کے اس نام نہاد مہذب معاشرے میں عورت کی تعلیم اس کے حقوق اور آزادی پہ بات کرنے والوں نے کیا صحیح معنوں میں عورت کو عزت دینے کی کوشش کی؟ عورت کی تعلیم جس کی بات آج مغربی معاشرہ کرتا ہے اس کے بارے میں احکام تو اسلام چودہ سو سال قبل دے چکا ہے۔ نبی کریمؐ کے ارشاد کے مطابق ”علم کا حصول ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے“ ایسا پرائیویٹ مذہب جو صدیوں پہلے ہی عورت کے حقوق متعین کر چکا جو عورت کو تعلیم کا حق دے چکا۔ اُسی مذہب کے

پروکار عورت کو عزت دینے میں اتنے پختل کیوں؟ اسی پاکستان میں جو بنا ہی اسلام کے نام پر تھا آج بھی اس معاشرے میں جسمانی اور ذہنی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے کہیں اسے وراثت میں حصے سے محروم رکھا جاتا ہے تو کہیں غیرت کے نام پہ اس کا خون بہایا جاتا ہے۔ دنیا میں ہر چیز کے کچھ منفی اور کچھ مثبت پہلو ہوا کرتے ہیں۔ مرد چاہے مغربی معاشرے کا ہو یا مشرقی معاشرے کا اگر اس کی سوچ مثبت اور تعمیری ہو۔ اگر وہ اخلاقیات کے اعلیٰ درجہ پہ ہو تو وہ عورت کو ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھے گا۔ یہ اُس کی تربیت ہے جو اسے عورت کی عزت کرنا سکھاتی ہے۔ اور مرد کی تربیت ماں کی گود سے شروع ہو کر خاندان کے ماحول سے ہوتی ہوئی معاشرے کے طور طریقوں پہ ختم ہوتی ہے۔ شیت سوچ کے مالک لوگ نہ صرف عورت کو عزت دیتے ہیں بلکہ انہیں خاندان اور معاشرے کا نہایت اہم رکن کی حیثیت سے قبول کرتے ہیں وہ لہجہ ماں، بیوی اور بہن اور بیٹی ان سارے حوالوں سے عورت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اگر معاشرے کے مثبت پہلوؤں پہ روشنی ڈالتے ہوئے کئی روشن مثالوں کو بیان کریں تو اسی معاشرے کا حصہ ہوتے ہوئے جدوجہد آزادی میں سرگرم رہنے والی خاتون ”فاطمہ جناح مادرِ ملت“ کہلائیں۔ معاشرے کی فلاح اور رہنمائی کا بیڑا ستر پہ اٹھائے ہوئے دن رات مصروف عمل رہنے والی بقیس ایڈھی ایک منفرد اور اعلیٰ سوچ رکھنے والے عظیم انسان کی بیوی ہے۔



ادبی دنیا میں ایک اعلیٰ مقام رکھنے والی عظیم ادیبہ بانو قدسیہ کو بھی اشتقاق احمد جیسے ایک اعلیٰ پایے کے محقق اور مدیر انسان کی معاونت حاصل رہی۔ فوج پاکستان میں بھرتی ہونے والی خواتین جو اپنی زندگی داؤ پہ لگا کر فرض کی تکمیل کے لیے ہر روز ذیوبی پہ موجود ہوتی ہیں۔ انہی میں سے ایک فلائنگ آفسیر مریم مختیار اس وطن عزیز کیلئے جان کا نذرانہ پیش کرنے والی بہت بیٹی کا جنم بھی تو اسی معاشرے میں ہوا تھا۔ انامک اور نیوکلئیر فزکس میں مہارت رکھنے والی اس قوم کی غیور ”بیٹی“ ڈاکٹر عافیہ صدیقی، بھی تو کسی باپ کی بیٹی، کسی شوہر کی بیوی اور کسی بیٹے کی ماں ہے۔ کسی تہذیب میں تو مرد عورت کی تعلیم میں روکاوٹ بنا تو کسی جگہ اُسی کی سپورٹ کرنے میں سر فہرست رہا۔ عورت اس معاشرے کا نہایت اہم جزو ہے۔ جس کے بغیر نہ نسلیں چل سکتی ہیں نا قومیں بن سکتی ہیں۔ عورت کے وجود سے ہی زندگی ہے سوال یہ ہے کہ ”عورت آخر چاہتی کیا ہے؟“ عورت عزت چاہتی ہے تحفظ چاہتی ہے۔ عورت تعلیم حاصل کر کے زندگی کی دوڑ میں مرد کے ساتھ چلنا چاہتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عورت کا حقیقی مقام سمجھتے ہوئے جو ایک ماں بھی ہے اور ایک بیٹی بھی وہ بیوی ہے اور بہن بھی و معاشرے کی ترقی میں عورت کے کردار کو سمجھا جائے۔ تعلیم عورت کا بنیادی حق ہے۔ پڑھی لکھی ماں ہی پڑھے لکھے معاشرے کو جنم دے سکتی ہے۔ عورت کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر کے معاشرے اور آنے والی نسلوں کے مستقبل کو روشن بنایا جا سکتا ہے اور ملک کی ترقی اور خوشحالی کا ایک نیا دور شروع ہو سکتا ہے۔

10

[illegible]

عورت

مصنف: یوسف

کی بہنوں بیٹیوں کو اپنی بہن بیٹی سمجھنا شروع کر دیا جس گھر میں بیٹی پیدا ہو جائے بھائی باپ مہذب ہو جاتے ہیں، ماں باپ کہتے ہیں آج سے فحش بات نہیں ہوگی اب ہمارے گھر میں بیٹی آگئی ہے۔ آج بھی جب کوئی بیٹی کسی کو بھائی کہہ کر بلاتی ہے تو لوگ اپنی نظریں احترام میں جھکا لیتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں آج بھی طلاق دینے والے مردوں کو اچھوت سمجھا جاتا ہے۔ لوگ ایسے لوگوں سے رشتے ناطے تعلقات استوار نہیں کرتے، عورت کے ساتھ زینتی پر پورا معاشرہ آتش فشاں بن کر پھٹ پھٹتا ہے، ماں باپ بیٹی سے تلخ کلامی پر یا ایک آواز پر مرد اپنے ہی جیسے مردوں کو مار مار کر حالت خراب کر دیتے ہیں۔ آج بھی ہمارے معاشرے میں دلاوی، ناہی، خالہ کو عقل شعور کی علامت سمجھا جاتا ہے ان کے مشوروں کے سامنے مرد سرگول ہوتے نظر آتے ہیں۔ بیٹی کے رشتے کے مشورے کے وقت برسے سے برا آدمی بھی ٹھیک مشورہ دیتا ہے۔

پاکستان جیسے ترقی پذیر معاشرے میں آج بھی عورت یورپ، امریکہ سے زیادہ محفوظ ہے، اقوام متحدہ کی ایک قرار داد کے مطابق ۸ مارچ کو "خواتین کا عالمی دن" کے طور پر پوری دنیا میں منایا جاتا ہے، یہ قرار دار ۱۹۵۷ء کو منظور کی گئی خواتین نے اپنے حقوق کے لیے ۱۹۰۷ء میں پہلی بار آواز بلند کی اس دن مارچ کی ۸ تاریخ تھی یہ کمزور آواز آگے جاکر توانا ہو گئی پھر اس کی ہز گشت اقوام متحدہ میں بھی گونجی اور یوں یہ دن خواتین کا دن قرار پایا۔ یہ تو بے خواتین کے عالمی دن کا پس منظر لیکن پاکستان کے مغرب نواز دانشوروں اور اہل مغرب کی خدمت میں عرض ہے کہ اسلام اس حوالے سے ثابت شدہ اولیت اور سبقت کا حامل ہے۔ آقا کریم ﷺ نے خطبہ تجیدہ الوداع جسے منشور انسانیت کہنا چاہیے میں سرتاج الانبیاء ﷺ نے عورت کی شان اور حقوق کے بارے میں واضح طور پر کہہ دیا تھا تو یہ ہے کہ یورپ افریقہ اور امریکہ میں عورت کی شناخت اور حقوق کے حوالے سے اسلام سے کئی صدیوں بعد آواز اٹھی یورپ میں عورت کے حقوق کی بات کی تاریخ صرف ایک صدی پرانی ہے جبکہ اسلام پچودہ صدیاں پہلے عورت کو شناخت احترام اور حقوق دے چکا ہے خطبہ الوداع میں سرور کو مین ﷺ کا ارشاد ملاحظہ ہے۔

”اے لوگو سنو تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے حقوق ہیں اس طرح ان پر بھی تمہارے حقوق، پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ اپنے پاس کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جو تمہیں پسند نہ ہو وہ کوئی خیانت نہ کریں اور کھلی بے حیائی کی مرتکب نہ ہوں اور تم انہیں اچھی طرح لباس اور خوراک مہیا کرو، ان کے بارے میں اللہ کا خوف رکھو لحاظ رکھو تم نے انہیں خدا کے نام پر حاصل کیا اور اسی کی اجازت سے وہ تم پر حلال ہیں۔“

اس طرح تاریخ انسانی میں اسلام نے پہلی بار عورت کو مرد کی طرح معاشرے کا کارآمد فرد مانا اس کے مالی مفادات اخلاقی قانونی حقوق کا تحفظ کیا۔

§§§

میں خوشگوار حیرت سے اپنے سامنے بیٹھی نوجوان طالبہ کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شرم و حیا اور اعلیٰ کردار کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ لیکن اس کے لہجے میں چٹانوں کی سی سختی تھی اس کا آہنی عزم مجھے بہت متاثر کر گیا تھا۔ وہ اپنی جوانی کے دور سے گزر رہی تھی جوانی منہ زور ہو تی ہے جوانی میں اپنے خوابوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ جوانی کا منہ زور سیلاب جب چڑھتا ہے تو ماں باپ بہن بھائی بھول جاتے ہیں جوانی میں ہر نوجوان اپنی جوانی اور طوفانی جذباتوں کا امیر ہو کر رہ جاتا ہے۔ لیکن میرے سامنے پنجاب یونیورسٹی کی ماسٹر ڈگری کی طالبہ بیٹھی تھی جو اپنی دوست کے ساتھ آئی تھی آنے کا مقصد خدا کا قرب اور اللہ کی رضا تھا۔ باتوں باتوں میں جب میں نے پوچھا بیٹی تم شادی اپنی مرضی سے کرو گی یا ماں باپ کی مرضی سے تو وہ اٹھا سے بھر پور لہجے میں بولی جہاں میرے ماں باپ کریں گے میں وہیں کروں گی۔ میں نے اگلا سوال دانا کیا کوئی لڑکا تمہیں پسند کرتا ہے تو وہ بولی ہاں کرتا ہے لیکن میں شادی اسی صورت میں کروں گی جب میرا باپ خوشی سے اجازت دے گا اور یہی بات میں نے اس لڑکے سے کہہ رکھی ہے کہ اپنا کیریئر بناؤ پھر میرے والد سے میرا ہاتھ مانگو، اگر وہ مان گئے تو ٹھیک ورنہ تم اپنے گھر، میں اپنے گھر، میں نے پوچھا اگر تمہارے والد صاحب نے انکار کر دیا تو وہ پورے عزم سے بولی میرے لیے میرا باپ سب سے اہم اور قیمتی سرمایہ ہے وہ باپ جس نے میرے لیے اپنی جو اپنی خرچ کردی دن رات میرے لیے کام کیا میری ننھی سے ننھی خوشی کے لیے اپنی جان لگا دی اس باپ، بھائی اور ماں کے لیے میں ایسی حماقت سوچ بھی نہیں سکتی میرے لیے میرے باپ کی عزت غیرت سب سے اہم ہے۔ باپ کا ذکر کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں عقیدت و احترام کی قندیلیں روشن ہو گئی تھیں اور میں رشک کر رہا تھا اس باپ ماں بھائی پر جس کو اللہ تعالیٰ نے ایسی شرم و حیا والی کردار کا پیکر بیٹی عطا کی تھی۔ لڑکی کچھ دیر میرے پا س بیٹھ کر چلی گئی میں فخر محسوس کر رہا تھا کہ ایسے گوہر نایاب عظیم بیٹیاں صرف عالم اسلام اور پاکستان میں ہی ملتی ہیں۔

میں جب بھی یورپ، یو کے جاتا ہوں تو وہاں جب پاکستانی ماں باپ کی بچیوں کو مغربی رنگ میں رنگے دیکھتا ہوں تو شدت سے احساس ہوتا ہے کہ ہم پاکستانی کتنے مقدر والے ہیں جہاں بیٹیاں بہنیں بھائیوں اور باپ کی غیرت کے لیے پتہ ہی نہیں چلتا کب جوانی سے بڑھائے کی دلاوی میں آتر جاتی ہیں پاکستانی ماں باپ شرم و حیا کے پیکر ان بیٹیوں سے سرفراز ہیں۔ کچھ لوگ یہ نہیں جانتے کہ پاکستان کی ماؤں عورت جو مغرب نوازی کی چگلی کرتی نظر آتی ہے وہ یہ بھول جاتی ہے کہ بلاشبہ مردوں کی برتری کے اس معاشرے میں عورت اپنے اصل مقام اور حقوق سے پوری طرح فیض یاب نہیں ہے۔

لیکن اس کے باوجود عورت کو جو مقام یہاں حاصل ہے یورپ یو کے اور امریکہ کی عورتیں اس عزت اور مقام کی خوشبو سے بھی محروم ہیں پاکستان کی اکثریت آج بھی دیہات میں رہتی ہے آپ کسی بھی گاؤں چلے جائیں عورت کو دیکھ کر لوگ راستہ بدل لیتے ہیں۔ نظریں پٹی کر لیتے ہیں۔ رکشوں بسوں ٹریکوں میں ان کے لیے سیٹوں سے اٹھ جاتے ہیں بہن بیٹی ماں جی کہہ کر مخاطب ہوتے ہیں سگریٹ نوشی نہیں کرتے، بلند آواز سے بات نہیں کرتے اگر مرد گلیں مار رہے ہوں تو کسی عورت کے آنے سے خاموش اور مہذب ہو جاتے ہیں، آپ نے اکثر مردوں کے منہ سے ایک فقرہ سنا ہوگا کہ میں بھی بہنوں کا بھائی ہوں میں بھی بیٹی کا باپ ہوں بہنوں بیٹیوں والا ہوں، جس گھر میں بیٹی پیدا ہو گئی تو لوگوں نے شراب نوشی ترک کر دی۔ ہرائی کے سارے کام چھوڑ دیے دوسروں



کاروباری راز

مصنف: یوسف

اس دوکان سے مجھے میڈیسن خریدتے تیسرا روز تھا، اور میں میڈیکل سٹور والے کی خوش اخلاقی سے کافی متاثر بھی تھا، اسی وجہ سے میں بار بار اسی دوکان والے کے پاس جا رہا تھا۔ ہسپتال میں موجود مرلیش جس کیلئے ادویات خریدی جا رہی تھیں اب تقریباً احتیاج ہو رہا تھا۔



ڈاکٹرز نے جو ادویات لکھ کر دی تھیں، ان میں سے کچھ ادویات بچ گئیں تھیں جو کہ فل پیکنڈ اور قابل استعمال تھیں۔ میں نے سوچا یہ ادویات واپس کر دی جائیں۔ جب میں اس ارادے سے میڈیکل سٹور والے کے پاس پہنچا اور اسے ادویات کی واپسی کا بولا تو پہلے تو اس نے میری طرف عجیب نظروں سے دیکھا پھر ایسے رد عمل کا اظہار کیا جیسے میں نے اسے کوئی گالی نکال دی ہو۔ اس نے ادویات واپس لینے سے صاف انکار کر دیا۔ میں حیران رہ گیا کہ جس بندے کے پاس صرف اس کی خوش اخلاقی کی وجہ سے بار بار میں جا رہا تھا اب میرے ساتھ کس طرح کا حسن سلوک کر رہا ہے۔ خیر میں نے زیادہ اصرار کیا تو موصوف کہنے لگے کہ واپسی اس صورت میں ہوگی اگر آپ نقد رقم واپسی کی بجائے کوئی دوسری میڈیسن خریدیں۔ پھر مجبوراً مجھے تبدیل کے طور دوسری ادویات خریدنی پڑی، لیکن واپسی پر میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ ہے تو وہ مسلمان اور باہر بورڈ میں نام میں بھی حاجی لکھا ہوا ہے۔ لیکن سلمان دیتے وقت اور لیتے وقت اس کے روپے میں فرق کیوں تھا؟ اس روپے کی وجہ سے میں نے آئندہ کبھی بھی اس سے کچھ نہ خریدنے کا حلیہ کر لیا۔ اس طرح کے واقعات ہو سکتا ہے آپ کے ساتھ بھی رونما ہوئے ہوں، لیکن اس واقعہ کے پیچھے ایک اہم کاروباری راز پوشیدہ ہے جس کو ہمارے پیشتر تاجر اور کاروباری حضرات جانتے ہی نہیں۔

آج کے زمانے میں خریدی ہوئی چیز واپس لے لینا۔ وقتاً بڑے دل گردے کا کام ہے۔ یہ رویہ یا تو وہ اختیار کرے گا جو یا تو اس عمل پر اخروی ثواب کی امید رکھتا ہو۔ دوسرا وہ جو اس رویے کے در پردہ مالی فائدہ کو سمجھ سکے۔ وال مارٹ والے ظاہر ہے گاہک سے چیز ثواب کی نیت سے واپس نہیں لیتے۔ یہ سب کچھ وہ دنیا کے مفادات کی خاطر انتہائی گہری تحقیق کے بعد کرتے ہیں۔ ظاہر ہے اتنی فراخ دلی جب دکھائی جائے گی تو کچھ لوگ اسے غلط ضرور استعمال کریں گے۔ انہوں نے اس بات پر بھی غور کر رکھا ہے۔ چنانچہ کرکس کے بعد وال مارٹ کے باہر ایک طویل قطار سلمان واپس کرنے والوں کی لگتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کرکس کے لیے جوتے، کپڑے اور ناشی وغیرہ لے جاتے ہیں اور چند دن استعمال کر کے اس پیشکش کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے واپس کر دیتے ہیں۔ لیکن وال مارٹ میں اسے بھی واپس لے لیا جاتا ہے۔ کیوں؟ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے انداز سے کے مطابق اس قسم کے لوگ معاشرے میں 3 یا 4 فیصد سے زیادہ نہیں ہوتے۔ اب اگر ان سے پوچھ گچھ کریں گے تو ہمارے 96 فیصد گاہک متاثر ہوں گے۔ لہذا ہم یہ دھوکا کھانے کے لیے تیار ہیں۔ دیکھیے! ہم جس چیز کو مشکل سمجھ رہے ہیں، وہ مغرب میں "کاروباری راز" کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ پاکستان کے بازاروں میں ایسا کیوں نہیں۔ غالباً اس کی وجہ دینی معلومات کی کمی یا دنیاوی فائدہ کے لیے سنجیدہ ریسرچ سے گریز ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ ہمارے ہاں بدعنوانی زیادہ ہونے کی وجہ سے وال مارٹ کی طرح آفر نہیں دی جاسکتی لیکن ضروری تحفظات کے ساتھ اس پر عمل تو ہو سکتا ہے۔ اگر ہم اس "کاروباری راز" پر سنت نبوی ﷺ سمجھ کر ہی عمل کرنا شروع کر دیں تو یقیناً ثواب کے ساتھ ساتھ کاروبار کو بھی بڑی تیزی سے بڑھایا جاسکتا ہے۔ اس بارے میں سوچئے گا ضرور!

اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو خرید و فروخت کے معاملہ کو ختم کرنے کو شریعت میں "اقالہ" کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ خریدار خریدی ہوئی چیز دوکان دار کو واپس کر دے اور کاندھ خریداری ادا کردہ رقم واپس کر دے۔ آپ ﷺ کا قول ہے "جس نے کسی خریدے ہوئے مسلمان کو (بلا بحث و مباحثہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے) واپس لے لیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہ مٹا دیں گے۔" مگر ہم لوگ مسلمان ہونے کے باوجود اس پر عمل نہیں کر پاتے، اور غیر مسلموں نے اس پر عمل کر کے اس اہم "کاروباری راز" کو پا لیا ہے۔ ایک اور واقعہ بیان کرتا ہوں جسے سن کر مجھے لگا جیسے میں کوئی تیراقلرون کا قصہ سن رہا ہوں۔ پاکستان میں اکاؤنٹنگ اینڈ فنانس کے ایک صاحب ہیں اپنے ساتھ امریکہ میں پیش آیا واقعہ بتاتے ہیں کہ کچرا خریدے دو ماہ ہو چکے تھے۔ بیگم نے کھول کر دیکھا تو اسے اپنے معیار کا نہ پایا۔ کہیں گئیں یہ واپس کر آئیں۔ میں نے کہا بھئی دو ماہ ہو چکے۔ اب واپس نہیں ہوگا۔ بیگم صاحبہ نے اپنی انٹلی جنس رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے یقین سے کہا یہاں واپس ہو جاتا ہے۔ میں نے ہتھیار ڈالنے ہوئے کہا اچھا چلو رسید دے دو، میں سوچتا ہوں۔ اہلیہ نے حیرت کا دوسرا جھٹکا دیتے ہوئے کہا رسید بھی گم ہوگئی، لیکن واپس ہو جائے گا۔ میرے لیے یہ بیگم کا کتہہ نظر قابل قبول نہیں تھا۔ میں نے تو پاکستان کی دکانوں پر لکھا دیکھا ہے، خریدی ہوئی چیز واپس یا تبدیل نہیں ہوگی۔ مجھے تو چند منٹ بعد واپس کرنے پر بھی کوئی ایسا واقعہ یاد نہیں آ رہا تھا کہ دکان دار نے اسی خوش دلی سے چیز واپس لے لی ہو، جس خوش دلی کا مظاہرہ وہ بیچنے کے موقع پر کر رہا تھا۔ خیر! میں نے کہا کہ یہ کام تم ہی کر کے دکھاؤ۔ ہم دونوں وال مارٹ پہنچ گئے۔ کاؤنٹر پر موجود خاتون نے پہلے رسید مانگی۔ پھر مختلف زبانی معلومات کے ذریعے کمپیوٹر سے اس خرید و فروخت کا پتہ لگایا اور مسکراتے ہوئے کہا: "ہی ہاں! آپ نے فلاں تاریخ کو یہ کچرا ہمارے اسٹور سے خریدا تھا۔ آپ تبدیل کروانا چاہیں گے یا کیش؟" کمیشن۔ میں نے جواب دیا۔ اس خاتون نے مسکراتے ہوئے پوری رقم واپس کر دی اور کہا "Nice Shopping"

